Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

# An Analytical and Critical Study of Modern Thinkers' Views on the Islamic Punishment of Rajam (Stoning to Death)

## حدِرجم کے بارے میں جدید مفکرین کی آراء کا تجزیاتی و تنقیدی مطالعہ

**Authors Details**

1. **Muhammad Mushtaq Ahmad**
   PhD Scholar, Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.
2. **Dr. Muhammad Talha Hussain** (Corresponding Author)
   Lecturer, Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.
   Email: talha.hussain@iub.edu.pk

**Citation**

Ahmad, Muhammad Mushtaq, & Dr. Muhammad Talha Hussain." An Analytical and Critical Study of Modern Thinkers' Views on the Islamic Punishment of Rajam (Stoning to Death)."*Al-Marjān Research Journal* 3,no.1, Jan-Mar (2025): 721−737.

**Submission Timeline**

**Received:** Jan 20, 2025
**Revised:** Feb 03, 2025
**Accepted:** Feb 19, 2025
**Published Online:** Mar 05, 2025

**Publication, Copyright & Licensing**

Article QR

**Al Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.**
**© 2023 Al-Marjān Research Center.**
This is an open access article distributed under the terms of the **Creative Commons Attribution 4.0 International License (CC BY 4.0).**

# An Analytical and Critical Study of Modern Thinkers' Views on the Islamic Punishment of Rajam (Stoning to Death)

# حدِ رجم کے بارے میں جدید مفکرین کی آراء کا تجزیاتی و تنقیدی مطالعہ

☆ محمد مشتاق احمد ☆ محمد طلحہ حسین


## Abstract

This study examines the perspectives of selected modern Muslim scholars on the Islamic legal punishment of rajam (stoning to death) for married adulterers. Traditionally, rajam is recognized as a fixed (ḥadd) punishment, supported by all four major Islamic jurisprudential schools, based on the Sunnah and a Qur'ānic verse with abrogated recitation but retained ruling (mansūkh al-tilāwah dūn al-ḥukm). However, contemporary scholars like Maulānā Amīn Aḥsan Iṣlāḥī, Javed Aḥmad Ghāmidī, and Shaykh Abū Zahrah challenge its divine mandate, arguing rajam is a discretionary (taʿzīrī) punishment for habitual offenders, supported by weaker solitary reports (khabar al-wāḥid). They advocate that the Qur'ānic punishment of one hundred lashes applies universally to adultery cases. This paper critically evaluates these views against classical Islamic jurisprudence, Qur'ānic principles, Ḥadīth evidence, and historical practices of the Prophet (ﷺ) and the Rightly Guided Caliphs. It establishes that rajam is firmly rooted in mutawātir (mass-transmitted) Ḥadīth and consistently applied in early Islamic history. The claim that rajam falls under the Qur'ānic punishment for ḥirābah lacks textual or historical backing. The study concludes that rajam is a divinely ordained punishment, upheld by prophetic practice and scholarly consensus, and its rejection contradicts primary Islamic legal sources.


**Keywords:** Islamic Law, Punishment, Sunnah, Modern Thinkers, Ḥadd, Naskh

## تعارف موضوع

دینِ اسلام میں عفت اور پاک دامنی اعلیٰ اخلاقی اقدار میں شمار ہوتی اور ایک مسلمان کی شخصیت کا بنیادی حصہ سمجھی جاتی ہے۔ اسلام پاکدامنی اور عفت وعصمت اختیار کرنے کی تعلیم دیتا اور اسے شرم وحیاء کا پیکر بناتا ہے۔ اسی عفت وپاک دامنی پر مبنی ازدواجی زندگی کے کیے گئے عہد وپیمان کا پابند بناتا ہے اوراس کے ایفاء کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ وہ امورِ حسنہ ہیں جن کی تکمیل سے ہی انسانی معاشرہ پروان چڑھتا اور پاکیزہ وطیب نسل ونوع انسانی تیار ہوتی ہے۔ اسلام کے خلقِ حسنہ کا تصور عمدہ کردار اور شرم وحیاء کو باقی رکھنا ہے۔[1] اللہ تعالیٰ سے شرم وحیاء اور اس کے رسول ﷺ اور اس کی مخلوق سے شرم وحیاء اختیار کرنا ہی حقیقت میں انسانی معاشرے کے ارتقاء اور ترقی کا سبب ہے۔ عفت وپاک دامنی کی اس اہمیت کے پیشِ نظر اسلام ہر ایسے عمل کی بیخ کنی کرتا ہے جو اسے نقصان پہنچائیں۔ انہی مفاسد میں سے ایک زنا ہے جو کہ عفت وپاک دامنی کے لیے سمِ قاتل کی حیثیت رکھتا ہے۔ زنا کی شناعت اس بات سے بھی واضح ہے کہ اس گناہ کا ارتکاب معاشرتی فساد، خاندان کی تباہی، اور غیرت وعزت کی پامالی کا سبب بنتا ہے۔ اسلام اس امر قبیح سے اجتناب کا حکم دیتا ہے تاکہ معاشرے میں پاکیزگی، عزت اور اخلاقی اقدار کا تحفظ یقینی بنایا جاسکے۔ احکامِ شرعیہ کا ایک بنیادی مقصد انسانیت کی تطہیر اور اس کا تزکیہ ہے جس کے حصول کے لئے بے حیائی، بدکاری اور فحاشی سے بچنے کی ترغیب دی گئی ہے تاکہ انسانی روح اور جسم پر ایسے مضر اثرات

☆ پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ فقہ وشریعہ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، پاکستان۔

☆ لیکچرر، شعبہ فقہ وشریعہ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، پاکستان۔

1 Ibn Māja, Muḥammad ibn Yazīd, *Al-Sunan* (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1419 AH/1998 CE), Kitāb al-Zuhd, Bāb al-Ḥayā', ḥadīth no. 4182.

مرتب نہ ہوں جو اس کی دنیا و آخرت کے لئے نقصان دہ ہوں۔ اسی بناء پر ہی اس گھناؤنے گناہ کی سخت ترین سزا شریعت نے مقرر فرمائی ہے۔[2] غیر شادی شدہ مرد و عورت کے لیے سو کوڑوں اور شادی شدہ کے لیے رجم (سنگسار) کی اس قدر شدید سزا اسی بنا پر ہے تاکہ لوگوں کے قلوب و اذہان میں اس فعلِ قبیح کی شناعت اور کراہت بدرجہ اتم راسخ ہو اور معاشرے میں اس برائی اور اس کے اسباب کو پنپنے کا موقع نہ ملے۔ مذکورہ مقالہ زنا کے مرتکب شادی شدہ افراد کی شرعی حد "حدِ رجم" کے بارے میں جدید مفکرین کی آراء کے تجزیاتی و تنقیدی مطالعہ پر مشتمل ہے جس میں ان کی آراء کے اہم نکات کا نصوصِ شرعیہ اور عقل کے تناظر میں تجزیہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مقالہ کے آغاز میں حدِ رجم کا اجمالی تعارف اور شرائط بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

## حدِ رجم: تعارف و مبادیات

حدِ رجم دو الفاظ یعنی "حد" اور "رجم" کا مجموعہ ہے۔ حد کا لغوی معنیٰ آڑ، رکاوٹ، ممنوع اور کسے شے کی انتہا کے ہیں۔[3] حد کی اصطلاحی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

هو عقوبة مقدرة شرعًا على معصية يُغلَّب فيها حق الله۔[4]

حد سے مراد ایسی سزا ہے جو شرع میں اس معصیت پر مقرر کی گئی ہو جس میں اللہ کا حق مغلوب کیا گیا ہو۔

حد کے مقابل دوسری قسم کی سزاؤں کو تعزیر کہتے ہیں جو کہ مقرر نہیں ہوتیں۔ یہ قصاص سے بھی مختلف ہے اس لئے کہ اگرچہ اس میں سزا مقرر ہے مگر قصاص بندے کے حق میں ثابت ہے چاہے تو وہ معاف کرے یا صلح کرلے۔[5] حدود کی پانچ اقسام ہیں: حد سرقہ، حد زنا، حد شربِ خمر اور حدِ قذف۔[6] اسی طرح لوٹ مار اور راہزنی کی حد بھی حدود میں شمار کی گئی۔[7] مرتدین کی سزا بھی حد میں شمار کی گئی ہے۔[8]

دوسرا لفظ رجم ہے جس کا لغوی معنی پتھر مارنا، لعنت کرنا، دھتکارنا، اٹکل پچو اور تخمینے لگانا اور تہمت لگانا کے ہیں۔ فقہی اصطلاح میں اس کے معنی اس حدِ شرعی کے ہیں جو کسی محصن یعنی شادی شدہ زانی مرد یا عورت کو لگائی جاتی ہے جس میں مجرم کو پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا جاتا ہے۔[9] یہ جاننا بھی اہم ہے کہ شادی شدہ کے لیے اس ضمن میں محصن کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے جو احصان سے ماخوذ ہے۔ محصن کا اطلاق احناف کے ہاں ایسے فرد پر ہوتا ہے جو بہ حالتِ اسلام، بلوغ، عقل اور آزادی، نکاحِ صحیح کی بنا پر ازدواجی تعلق قائم کر چکا ہو۔[10] امام مالکؒ کے نزدیک ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس کی اپنی منکوحہ سے خلوتِ صحیحہ ثابت ہو چنانچہ روزے یا حیض کی حالت میں خلوت، احصان کو ثابت نہیں کرتی۔[11] امام شافعیؒ کے نزدیک زانی کا مسلمان ہونا اور اس

---

2 Al-Zuḥaylī, Wahba ibn Muṣṭafā, *Al-Fiqh al-Islāmī wa Adillatuhu* (Damascus: Dār al-Fikr, 1429 AH/2008 CE), 7:5364.

3 Ibn Fāris, *Muqāyīs al-Lugha* (Beirut: Dār al-Fikr, 1399 AH/1979 CE), 2:4; Ibn Sayyida, Abū al-Ḥasan ʻAlī ibn Ismāʻīl, *Al-Muḥkam wa al-Muḥīṭ al-Aʻẓam* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, 1421 AH/2000 CE), 2:507; Al-Zabīdī, Muḥammad Murtaḍā Ḥusaynī, *Tāj al-ʻArūs min Jawāhir al-Qāmūs* (Kuwait: Wizārat al-Irshād wa al-Anbā', 1422 AH/2001 CE), 8:6.

4 Al-Kāsānī, ʻAlā' al-Dīn Abū Bakr ibn Masʻūd, *Badā'iʻ al-Ṣanā'iʻ fī Tartīb al-Sharā'iʻ* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, 1328 AH), 7:33.

5 Al-Kāsānī, *Badā'iʻ al-Ṣanā'iʻ*, 7:33.

6 Al-Kāsānī, *Badā'iʻ al-Ṣanā'iʻ*, 7:33.

7 Ibn ʻĀbidīn, Muḥammad Amīn, *Ḥāshiyat Radd al-Muḥtār ʻalā al-Durr al-Mukhtār* (Cairo: Shirkat Maktaba wa Maṭbaʻat Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī wa Awlāduhu, 1386 AH/1966 CE), 4:3.

8 Saʻdī Abū Jayb, *Mawsūʻat al-Ijmāʻ fī al-Fiqh al-Islāmī* (Damascus: Dār al-Fikr, 1432 AH/2011 CE), 10–18.

9 ʻUthmānī, Muftī Muḥammad Shafīʻ, *Rajm kī Sharʻī Ḥaythiyyat* (Karachi: Maktaba Bayyināt ʻAllāma Banūrī Town, n.d.), 3.

10 Ibn Nujaym, Zayn al-Dīn ibn Ibrāhīm ibn Muḥammad, *Al-Baḥr al-Rā'iq Sharḥ Kanz al-Daqā'iq* (Cairo: Dār al-Kitāb al-Islāmī, 1420 AH/1999 CE), 5:11.

11 Ibn Rushd, Abū al-Walīd Muḥammad ibn Aḥmad, *Bidāyat al-Mujtahid wa Nihāyat al-Muqtaṣid* (Cairo: Dār al-Ḥadīth, 1425 AH/2004 CE), 4:219.

کی منکوحہ کا مسلمان یا آزاد ہونا شرط نہیں ہے۔ اور دونوں میں سے کسی ایک میں کسی ایک شرط کی بھی عدم موجودگی کی صورت میں اس پر حدلا گو نہ ہو گی۔[12] یہ ثابت شدہ امر ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی مرد وعورت کو رجم کیا تھا۔[13] فقہ حنبلی میں اسلام تو شرط نہیں البتہ منکوحہ کا آزاد ہونا شرط ہے۔[14]

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور اسوہ کی روشنی میں فقہاء نے حدِ رجم کے ثبوت کے لیے چند شرائط اور اصول مقرر کیے ہیں جن کے پائے جانے کی صورت میں مجرم کے اعتراف یا چار عینی گواہوں کی گواہی کے بعد رجم حد شرعی کے طور پر ثابت ہو جاتا ہے۔[15] اعتراف کے ضمن میں امام ابو حنیفہؒ کا کہنا ہے کہ مجرم چار مرتبہ جگہ بدل کر اعتراف کرے جبکہ امام احمدؒ کے نزدیک چار مرتبہ اقرار واعتراف تو ضروری ہے مگر جگہ بدلنا ضروری نہیں۔ امام شافعی وامام مالک کے نزدیک ایک مرتبہ اقرار کرنا لیناہی کافی ہے۔[16] گواہی کے حوالے سے فقہاء کا اجماع ہے کہ رجم کے ثبوت کے لئے چار گواہ ہونا لازمی ہیں جنہوں نے دخول وایلاج ہوتے دیکھا ہو اور وہ کنایہ کے بغیر صراحتاً گواہی دیں۔[17] اس کے بعد قاضی یا حاکم کو چاہیے کہ وہ ان گواہوں کی عدالت کے متعلق تحقیق کرے اور ہر طرح سے اطمینان کی صورت میں رجم کا فیصلہ دے۔[18]

## حدِ رجم کے بارے میں جدید مفکرین کی آراء

حدِ رجم کے حوالے سے چند جدید مفکرین جداگانہ رائے رکھتے ہیں۔ ان میں برصغیر سے مولانا امین احسن اصلاحی، جاوید احمد غامدی اور مصر سے شیخ ابو زہرۃ قابلِ ذکر ہیں۔ یہ حضرات اپنے مستدلات میں قرآن کی مختلف آیات اور عقلی توجیہات پیش کرتے ہیں۔ رجم کے حوالے سے ان حضرات کی آراء کے بنیادی نکات درج ذیل ہیں:

**اوّل:** حدِ رجم کا حکم آیت "فَإِذَا أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ"[19] سے منسوخ ہو گیا ہے۔ آیت باندی کے لیے سزا کے باب میں تنصیف کو ثابت کرتی ہے۔ رجم میں تنصیف متصور نہیں۔ یہ اسی صورت ممکن ہے کہ جب ہم آزاد کے لیے احصان وعدمِ احصان بہر صورت کوڑوں کی سزا کو ثابت مانیں۔ شیخ ابو زہرۃ نے اپنی تفسیر زہرۃ التفاسیر میں یہ بات نقل کی ہے:

> وان الرجم لاینصف۔واذن یکون ماعلی المحصنات المتزوجات جلداقابلا للتنصیف۔وان هذایدل بدلالة الاشارة او الاقتضاءعلی انه لا رجم۔[20]
>
> رجم نصف نہیں ہو سکتا۔ اس لیے شادی شدہ عورتوں کو کوڑوں کی سزا کی صورت میں ہی تنصیف ہو سکے گی۔ یہ اشارۃً یا اقتضاءً دلالت کرتا ہے کہ رجم کا حکم باقی نہیں۔

---

12 Al-Shāfiʿī, Muḥammad ibn Idrīs, *Al-Umm* (Beirut: Dār al-Fikr, 1403 AH/1983 CE), 6:167.
13 Al-Bukhārī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1421 AH/2000 CE), Kitāb al-Janāʾiz, Bāb al-Ṣalāt ʿalā al-Janāʾiz bi-al-Muṣallā wa al-Masjid, ḥadīth no. 1329.
14 Ibn Qudāma, Abū Muḥammad ʿAbd Allāh ibn Aḥmad al-Maqdisī, *Al-Mughnī fī Fiqh al-Imām Aḥmad ibn Ḥanbal* (Saudi Arabia: Maktabat al-Sawādī li-al-Tawzīʿ, 1421 AH/2000 CE), 433.
15 Al-Zuḥaylī, *Al-Fiqh al-Islāmī wa Adillatuhu*, 7:382–367.
16 Ibn Rushd, *Bidāyat al-Mujtahid*, 4:222; Ibn al-Humām, Kamāl al-Dīn Muḥammad ibn ʿAbd al-Wāḥid, Sharḥ *Fatḥ al-Qadīr ʿalā al-Hidāya* (Cairo: Maktaba Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī wa Awlāduhu, 1389 AH/1970 CE), 5:218.
17 Ibn al-Humām, *Fatḥ al-Qadīr*, 4:223.
18 Ibn al-Humām, *Fatḥ al-Qadīr*, 5:217.
19 Al-Qurʾān, al-Nisāʾ, 4:25.
20 Abū Zahra, Muḥammad ibn Aḥmad, *Zahrat al-Tafāsīr* (Cairo: Dār al-Fikr al-ʿArabī, n.d.), 10:5142.

**دوم:** اس کا ذکر قرآن مجید میں نہیں۔ قرآن مجید میں زانی مرد وعورت کی سزا سو کوڑے بیان ہوئی ہے۔ آیت کا عموم اس امر پر دال ہے کہ ارتکاب جرم پر سزا کا نفاذ ہو چاہے وہ محصن ہو یا غیر محصن۔ محصن کے لیے حدِ رجم کی تخصیص قرآن مجید کے حکم پر زیادتی ہے۔ ابوزہرۃ لکھتے ہیں:

> وألفاظ الآية الكريمة عامة، وأجمعوا على أنها تطبق على البكر، أي غير المتزوج، أي غير المحصن الذي أحصن بالزواج ودخل في هذا الزواج. وإنه من المقررات الشرعية أنه لَا يخصص اللفظ إلا بمخصص في قوته، والحنفية يعدون العام قطعي الدلالة، وهو الذي عرضناه، فلا يخصصه إلا قطعي مثله قرآنا أو سنة مشهورة تبلغ مبلغ القرآن في قطعيته، والآية - بلا ريب - قطعية السند؛ لأن القرآن كله متواتر، ومن أنكر ذلك فقد كفر.[21]

> اور آیت کریمہ کے الفاظ عام ہیں۔ سلف کا اجماع ہے کہ اس کا اطلاق کنوارے یا کنواری پر ہوتا ہے یعنی کہ جو شادی شدہ نہیں ہے جبکہ اس میں شادی شدہ بھی داخل ہیں۔ اور یہ شریعت کے مقرر کردہ اصولوں سے ہے کہ کسی عام حکم کو، قوت میں اس کے مماثل حکم سے ہی خاص کیا جاتا سکتا ہے۔ جیسا کہ احناف عام کو قطعی الدلات تسلیم کرتے ہیں، اور یہی وہ اصول ہے کہ جسے ہم نے پیش کیا ہے کہ عام کی تخصیص، اسی دلیل سے ممکن ہے کہ جو قوت میں اس کے برابر ہو جیسا کہ قرآن مجید یا سنت مشہورہ جو قطعیت میں قرآن کے درجے پر ہو۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آیت کریمہ سند کے اعتبار سے قطعی ہے اس لئے کہ قرآن سارے کا سارا متواتر ہے جو کوئی اس کے تواتر کا انکار کرے گا تو وہ کافر ہے۔

چنانچہ اس ساری بحث کے بعد شیخ موصوف یہ نتیجہ بیان کرتے ہیں کہ آیت کا حکم عام ہے اور ظاہری الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ یہ سزا محصن وغیر محصن سبھی کے لیے ہے۔[22] گویا ان کے نزدیک قرآن میں مذکور کوڑوں کی سزا ہی حدِ زنا ہے۔

**سوم:** حدِ رجم خبرِ واحد سے ثابت ہے جو کہ یقین کا فائدہ نہیں دیتی۔ اس بنا پر اسے قطعی حد کے طور پر تو تسلیم نہیں کیا جا سکتا البتہ حاکم وقت اگر تعزیراً ایسا کرے تو اس کی گنجائش ہے۔ اس صورت میں وہ واقعات جو حدِ رجم کے باب میں بیان کیے جاتے ہیں تعزیری سزا پر محمول ہوں گے نہ کہ حد۔ شیخ ابوزہرۃ لکھتے ہیں:

> أن الرجم أقصى عقوبة في الإسلام، وهو لا بد أن يثبت بدليل قطعي لا شبهة فيه، فكان لا بد أن يثبت بالقرآن أو السنة المتواترة، ولا نص في القرآن الكريم عليه، والسنة التي وردت به مهما تتعدد طرقها أخبار أحاد، وأخبار الآحاد وإن كانت موجبة للعمل ولكن ما يثبت بها لا يمكن أن يثبت بدليل قطعي لا شبهة فيه.[23]

> اسلام میں رجم کرنا بہت ہی سخت ترین سزا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ایسی سخت سزا کا ثبوت کسی دلیل قطعی سے ہو جس میں کسی طرح کا کوئی شبہ نہ ہو۔ اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ اس کا قرآن یا سنت متواترہ سے ثابت ہونا ضروری ہے۔ جبکہ قرآن مجید میں اس کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ اور جس سنت سے یہ ثابت ہے اس کے طرق خبر واحد پر مشتمل ہیں۔ اور اخبار آحاد سے عمل تو واجب ہوتا ہے لیکن اس سے رجم ثابت نہیں ہوتا اس کے لئے ضروری ہے کہ ایسی قطعی دلیل ہو کہ جس میں کسی طرح کا کوئی شبہ نہ ہو۔

---

[21] Abū Zahra, *Zahrat al-Tafāsīr*, 10:5139–5140.
[22] Abū Zahra, *Zahrat al-Tafāsīr*, 10:5139.
[23] Abū Zahra, Muḥammad ibn Aḥmad, *Al-Jarīma wa al-'Uqūba fī al-Fiqh al-Islāmī* (Cairo: Dār al-Fikr al-'Arabī, n.d.), 93.

اس نکتہ کا قرینہ شیخ امین احسن اصلاحی کی گفتگو سے بھی ملتا ہے جو انہوں نے آیتِ محاربہ کے ذیل میں کی ہے۔ تفسیر "تدبرِ قرآن" میں سورۃ النور کی آیات کے ضمن میں حدِ رجم پر انہوں نے تفصیلی کلام کیا ہے جس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف فی نفسہ حدِ رجم کے ثبوت کے قائل تو ہیں تاہم سزا کے حوالے سے مجرم کی نوعیت کی بنا پر فرق کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

> یہ بات بالبداہت معلوم ہے کہ رجم کی سزا نبی ﷺ نے بھی بعض مجرموں کو دی اور خلفائے راشدین نے بھی دی۔ جو لوگ اس امر واقعی کا انکار کرتے ہیں وہ ہر چیز کا انکار کرسکتے ہیں۔ اس وجہ سے مجھے ان کی زیادہ فکر نہیں۔ البتہ چونکہ میں خود رجم کی سزا کا قائل ہوں اس وجہ سے قرآن سے اس سزا کا ماخذ اور اس کا موقع و محل واضح کرنا اپنی ایک ذمہ داری سمجھتا ہوں۔[24]

ان کے نزدیک حدِ رجم کا ثبوت قرآن ہی سے ہے اور اس کے لیے وہ سورۃ المائدۃ کی آیتِ محاربہ کو بنیاد بناتے ہیں۔ چنانچہ مذکورہ آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

> اللہ و رسول سے محاربہ یہ ہے کہ کوئی شخص یا گروہ یا جتھا جرأت و جسارت، ڈھٹائی اور بے باکی کے ساتھ اس نظامِ حق و عدل کو درہم برہم کرنے کی کوشش کرے جو اللہ اور رسول نے قائم فرمایا ہے۔ اس طرح کی کوشش اگر بیرونی دشمنوں کی طرف سے ہو تو اس کے مقابلے کے لیے جنگ و جہاد کے احکام تفصیل کے ساتھ الگ بیان ہوئے ہیں۔ یہاں بیرونی دشمنوں کے بجائے اسلامی حکومت کے ان اندرونی دشمنوں کی سرکوبی کے لیے تعزیرات کا ضابطہ بیان ہو رہا ہے جو اسلامی حکومت کی رعایا ہوتے ہوئے، عام اس سے کہ وہ مسلم ہیں یا غیر مسلم، اس کے قانون اور نظم کو چیلنج کریں۔ قانون کی خلاف ورزی کی ایک شکل تو یہ ہے کہ کسی شخص سے کوئی جرم صادر ہو جائے۔ اس صورت میں اس کے ساتھ شریعت کے عام ضابطۂ حدود و تعزیرات کے تحت کارروائی کی جائے گی، دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی شخص یا گروہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لینے کی کوشش کرے۔ اپنے شر و فساد سے علاقے کے امن و نظم کو درہم برہم کردے، لوگ اس کے ہاتھوں ہر وقت اپنی جان، مال، عزت، آبرو کی طرف سے خطرے میں مبتلا رہیں۔ قتل، ڈکیتی، رہزنی، آتش زنی، اغوا، زنا، تخریب، تہریب اور اس نوع کے سنگین جرائم حکومت کے لیے لاء اور آرڈر کا مسئلہ پیدا کر دیں۔ ایسے حالات سے نمٹنے کے لیے عام ضابطۂ حدود و تعزیرات کے بجائے اسلامی حکومت مندرجہ ذیل اقدامات کرنے کی مجاز ہے۔[25]

اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ ریاست عادی اور غیر عادی مجرموں کی سزا کی شدت میں فرق کر سکتی ہے۔ یہ فرق تعزیری سزاؤں ہی میں متصور ہے لہٰذا رجم بھی تعزیری سزا کے قبیل سے ہو گا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

> رجم یعنی کہ سنگسار کرنا بھی ہمارے نزدیک تقتیل کے تحت داخل ہے۔ اس وجہ سے وہ گنڈے اور بدمعاش جو شریفوں کی عزت و ناموس کے لئے خطرہ بن جائیں، جو اغواء و زنا کو پیشہ بنالیں، جو دن دہاڑے لوگوں کی عزت و آبرو پر ڈاکے ڈالیں اور کھلم کھلا زنا بالجبر کے مرتکب ہوں ان کے لئے رجم کی سزا اس لفظ کے مفہوم میں داخل ہے۔[26]

---

[24] Iṣlāḥī, Amīn Aḥsan, *Tadabbur-i-Qur'ān* (Lahore: Farān Foundation, 1430 AH/2009 CE), 5:367.
[25] Iṣlāḥī, *Tadabbur-i-Qur'ān*, 5:368.
[26] Iṣlāḥī, *Tadabbur-i-Qur'ān*, 2:506.

اسی نقطہ نظر کو جاوید احمد غامدی بھی نقل کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

رجم، یعنی کہ سنگسار بھی ہمارے نزدیک اسی کے تحت داخل ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے زمانے میں اوباشی کے بعض مجرموں کو یہ سزا اسی آیت کے حکم کی پیروی میں دی ہے۔[27]

مختصراً کہا جاسکتا ہے کہ حدِرجم کے حوالے سے جدید مفکرین کی آراء درج ذیل نکات کے گرد دائر ہیں:

* رجم کی سزا بطور حد شریعت میں نہیں۔ تعزیر کے طور پر دی جاسکتی ہے خصوصاً عادی مجرموں کو۔ اس کی بنیاد آیتِ محاربہ ہے۔
* جن واقعات میں اس سزا کا ذکر ہے وہ خبرِ واحد کے قبیل سے ہیں جن سے حدِ قطعی ثابت نہیں ہوسکتی۔
* رجم کی سزا منسوخ ہے اوراب زنا کی حد صرف اور صرف سو کوڑے ہیں۔ اس کی بنیاد باندی کے حق میں رجم کی تنصیف کا غیر متصور ہونا ہے۔

آئندہ سطور میں نصوصِ شرعیہ کے تناظر میں ان نکات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

## زنا: ایک شنیع اور قابلِ عتاب عمل

تمام مہذب انسانی معاشروں، ہر تہذیب و شریعت میں زنا کو قابل عتاب جرم سمجھا گیا اس سے حد سے زیادہ نفرت کی گئی ہے۔ یہ ایک جرم دیگر جرائم مثلاً قتل وغارت اور خون خرابہ کا سبب بھی بنا ہے۔ اس طرح کی فحاشی کا ارتکاب کرنے والوں کو سخت سزا کا دیا جانا انسانی تاریخ میں توارث و تواترِ عملی سے ثابت ہے۔ سابقہ الہامی کتابوں میں بھی زنا کو حرام قرار دیا گیا ہے اور شادی شدہ زانی مرد و عورت کے لئے سخت سزا مقرر کی گئی ہے۔ شریعتِ موسوی جو کسی نہ کسی طرح سے کتابی صورت میں موجود ہے، میں رجم کی سزا کا ذکر ہے۔ کتاب احبار میں درج ہے کہ "اگر کسی مرد نے کسی کی بیوی کے ساتھ زنا کیا ہے تو دونوں کو سزائے موت دینی ہے۔"[28] موت کی سزا سنگسار کے الفاظ کے ساتھ بھی مذکور ہے کہ "اگر کسی مرد کی ملاقات کسی ایسی کنواری سے ہو جس کی کسی اور کے ساتھ منگنی ہوئی ہے اور وہ اس کے ساتھ ہم بستر ہو جائے، تو لازم ہے کہ تم دونوں کو شہر کے دروازے کے پاس لاکر سنگسار کردو۔"[29] شریعتِ موسوی میں رجم کی سزا زنا کے علاوہ اور جرائم مثلاً خیانت وغیرہ پر بھی دی جاتی تھی۔ کتابِ مقدس میں مرقوم ہے کہ یوشعؑ جو موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ و نائب تھے، نے ایک شخص کو مالِ غنیمت میں خیانت کرنے کی بنا پر رجم کردیا تھا۔[30] اسی طرح انجیل میں زنا کی سزا سنگسار کرنا لکھا ہے۔ مرقوم ہے کہ "یہ مت سمجھو کہ میں موسوی شریعت اور نبیوں کی باتوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ ان کی تکمیل کرنے آیا ہوں۔"[31] عیسیٰ علیہ السلام کا اس عزم کا اظہار دلالت کرتا ہے کہ سابقہ شریعت کی رجم کی سزا بھی باقی ہے۔ تورات میں مذکور حکمِ رجم کو انجیل میں بھی ثابت رکھا گیا۔

## حدِ رجم کا منسوخ یا قرآن سے ثابت نہ ہونا: نصوصِ شرعیہ کے تناظر میں

زنا کی سزا، شریعتِ اسلامیہ کے ان احکام میں سے ہے جو مختلف مراحل سے گزر کر انتہائی شکل میں وارد ہوئے ہیں۔ آغازِ اسلام میں زنا کی سزا وہ تھی جس کا ذکر سورۃ النساء میں ہے کہ ایسی عورتوں کو تاحیات کمروں میں قید کردیا جائے یا پھر ان کو اذیت دی جائے حتیٰ کہ وہ توبہ کرلیں یا پھر اللہ ان کے لئے کوئی اور راہ پیدا کردے۔

---

27 Ghāmidī, Jāwīd Aḥmad, *Mīzān* (Lahore: Al-Mawrid, Fine Printers, April 2022), 614.
28 Kitāb Muqaddas (Lahore: Geo Link Resources Consultants, 2nd ed., 2015), *Kitāb Aḥbār*, 20:10, 174–175.
29 Kitāb Muqaddas, *Istithnā'*, 22, 275.
30 Kitāb Muqaddas, *Yashū'*, 7, 307–308.
31 Kitāb Muqaddas, *Injīl Mattī*, Chapter 5, verses 17–19, 1314.

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِن نِّسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِّنكُمْ ۖ فَإِن شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّىٰ يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا۔ وَاللَّذَانِ يَأْتِيَانِهَا مِنكُمْ فَآذُوهُمَا ۖ فَإِن تَابَا وَأَصْلَحَا فَأَعْرِضُوا عَنْهُمَا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيمًا۔[32]

ترجمہ: اور تمہاری وہ عورتیں جو فحاشی کا ارتکاب کریں تو ان پر چار گواہ قائم کرو۔ پس اگر وہ گواہی دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں قید کردو حتیٰ کہ وہ مر جائیں یا ان کے لئے اللہ کوئی راستہ بنادے۔ اور جو دو افراد ایسا کام کریں تو ان کو تکلیف میں مبتلا کرو پس اگر وہ توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں تو ان دونوں سے اعراض کرو۔ بلاشبہ اللہ خوب توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

ابن کثیرؒ مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

فالسبيل الذي جعله الله هو الناسخ لذلك، قال ابن عباس: كان الحكم كذلك حتى أنزل الله سورة النور، فنسخها بالجلد أو الرجم، وكذا روى عن عكرمة، وسعيد بن جبير والحسن وعطاء الخراساني وأبي صالح وقتادة وزيد بن أسلم والضحاك، أنها منسوخة، وهو أمر متفق عليه۔[33]

پس وہ سبیل جو جسے اللہ نے مقرر فرمایا وہ اس کو منسوخ کرنے والی ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شروع اسلام میں یہی حکم تھا حتیٰ کہ اللہ نے سورہ نور نازل فرمادی تو اس حکم کو کوڑوں یا رجم کی سزا سے منسوخ کر دیا۔ اسی طرح سے ہی عکرمہ، سعید بن جبیر، حسن بصری، عطاء خراسانی، ابو صالح، قتادہ، زید بن اسلم اور ضحاک سے مروی ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور اس پر اتفاق ہے۔

معلوم ہوا کہ مرتکبینِ زنا کے لیے سبیل دو طرح سے نازل ہوئی جس میں شادی شدہ اور غیر شادی مرد و عورت کا لحاظ رکھا گیا۔ شادی شدہ ہونے کی صورت میں جرم سنگین ہے کیونکہ اس میں حق زوجیت کی حرمت کو پامال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کی سزا بھی سابقہ شرائع کی مانند سخت جب کہ غیر شادی شدہ کے لئے نسبتاً ہلکی سزا تجویز کی گئی۔ جب یہ حکم نازل ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

خُذواعني خذواعني قدجعل الله لهن سبيلاالبكربالبكرجلدمائةونفي سنةوالثيب بالثيب جلدمائةوالرجم۔[34]

مجھ سے لے لو، مجھ سے لے لو، اللہ تعالیٰ نے سبیل بتادی ہے کہ شادی شدہ کو سنگسار کی سزا ہے اور غیر شادی شدہ کے لئے سو کوڑے اور ایک سال کے لئے جلاوطنی ہے۔

غیر محصن اگر زنا کا ارتکاب کرے تو اس کی سزا سورۃ النور میں ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے:

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ[35]

زانی مرد اور زانی عورت دونوں کو سو کوڑے لگاؤ۔ اور انہیں حد لگانے میں تمہیں اللہ کے دین میں کوئی نرمی نہ پکڑلے اگر تم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ اور چاہئے کہ ان دونوں کو سزا دیتے وقت اہل ایمان کی ایک جماعت موجود ہو۔

32 Al-Qur'ān, al-Nisā', 4:15–16.

33 Sadūsī, Abū Khaṭṭāb Qatāda ibn Di'āma al-Baṣrī, *Al-Nāsikh wa al-Mansūkh* (Beirut: Mu'assasat al-Risāla, 1418 AH/1998 CE), 39; Ibn Kathīr, Abū al-Fidā' Ismā'īl ibn 'Umar, *Tafsīr al-Qur'ān al-'Aẓīm* (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1419 AH), 2:204.

34 Muslim ibn al-Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Riyadh: Dār al-Salām, 1436 AH/2015 CE), Kitāb al-Ḥudūd, Bāb Ḥadd al-Zinā, ḥadīth no. 1690.

35 Al-Qur'ān, al-Nūr, 24:2.

اسی طرح محصن مرد و عورت کے متعلق یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی تھی:

الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَازَنَيَافَارْجُمُوهُمَاأَلْبَتَّةَ۔قَوْلُهُ:الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ،يَعْنِي:الثَّيِّبَ وَالثَّيِّبَةَ.فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ۔[36]

جب کوئی شادی شدہ مرد و عورت زنا کریں تو انہیں مکمل طور پر رجم کردو۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ شیخ اور شیخہ سے مراد شادی مرد و عورت ہیں انہیں مکمل طور پر رجم کر دیا جائے۔

یہ آیتِ رجم سورۃ الاحزاب میں نازل ہوئی تھی۔[37] اسی کے پیشِ نظر عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان کا حاصل ہے کہ مجھے ڈر ہے کہ مرورِ زمانہ کے ساتھ ہی کوئی کہنے لگے کہ میں رجم کی آیت قرآن مجید میں نہیں پاتا۔ پس اس صورت میں وہ اللہ کے فریضے کو ترک کر کے گمراہ ہو جائیں گے۔ جان لو کہ رجم حق ہے جبکہ کوئی شادی شدہ زنا کرے اور اس پر گواہیاں قائم ہو جائیں یا حمل ٹھہرے یا پھر وہ اعتراف کرے۔ تحقیق میں نے آیتِ رجم پڑھی تھی کہ جب کئی شادی شدہ مرد و عورت زنا کریں تو انہیں مکمل طور پر رجم کر دیا جائے۔ تو اللہ کے رسول ﷺ نے بھی رجم کیا اور ہم بھی آپ ﷺ کے بعد رجم کرتے ہیں۔[38] آپ ﷺ کے بعد رجم کا ثبوت اس امر پر دال ہے کہ یہ منسوخ نہیں کیونکہ امکانِ نسخ آپ ﷺ کی حیات تک ہی متصور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رجم کی آیت کے ثبوت پر مبنی احادیث و اقوالِ سلف بیان کرنے کے بعد امام بیہقیؒ نے اس پر اہل علم متقدمین کا اجماع نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ:

فِي هذا وما قبله دلالة على أن آية الرجم حكمها ثابت ،وتلاوتها منسوخة وهذا ممّا لا أعلم فيه خلافا۔[39]

اس امر پر سلف صالحین کا کوئی اختلاف نہیں کہ اس کی تلاوت منسوخ ہے البتہ اسکا حکم باقی ہے۔

کسی منسوخ حکم پر اہلِ علم کا اجماع کوئی معنی نہیں رکھتا۔ مذکورہ بالا نصوص کی روشنی میں رجم کی سزا کے منسوخ ہونے کی رائے درست معلوم نہیں ہوتی۔ رجم کا حکم باجماع سلف صالحین قرآن مجید میں نازل ہوا تھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ کے تحت اس کا حکم تو باقی رکھا البتہ اس کی تلاوت کو منسوخ فرما دیا۔ تلاوت منسوخ کر کے حکم باقی رکھنا اہل علم کے ہاں درست ہے جس کا سبب امت پر تخفیف کرنا ہے کہ تلاوت اور کتابت مصحف میں مشتہر نہ ہو، اگرچہ کہ اس کا حکم باقی رکھا جائے۔ اس تمام تفصیل کو تسلیم کر لیا جائے تو یہ اعتراض بھی باقی نہیں رہتا کہ رجم کی سزا کا ذکر قرآن میں نہیں۔ زیر بحث قضیہ عمل اور حکم سے متعلق ہے نہ کہ تلاوت سے اور منسوخ التلاوۃ ہونے سے منسوخ الحکم ہونا لازم نہیں آتا۔ ایک اور روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس ایک لڑکے کو لایا گیا جس نے مزدوری کرتے ہوئے گھر میں شادی شدہ عورت کے ساتھ زنا کیا تھا۔ لوگ اسے پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے تاکہ کتاب اللہ کے مطابق حد جاری کی جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

لأقضين بينكمابكتاب الله اماالوليدةوالغنم فردعليك وعلى ابنك جلدمائةوتغريب عام واماانت ياانيس لرجل فاغد على امرأة هذا فارجمها فغدا عليها انيس فرجمها ۔[40]

---

[36] Anas ibn Mālik, *Al-Muwaṭṭa'* (Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-'Arabī, 1406 AH/1985 CE), 2:824, ḥadīth no. 9.

[37] Qayrawānī, Yaḥyā ibn Salām al-Taymī, *Tafsīr Yaḥyā ibn Salām* (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1425 AH/2004 CE), 1:424.

[38] Al-Bukhārī, *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Muḥāribīn, Bāb al-I'tirāf bi-al-Zinā, ḥadīth no. 6829.

[39] Al-Bayhaqī, Abū Bakr Aḥmad ibn al-Ḥusayn, *Al-Sunan al-Kubrā* (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1424 AH/2003 CE), ḥadīth no. 16913, 8:367.

[40] Al-Bukhārī, *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Ṣulḥ, Bāb Idhā Aṣṭalaḥū 'alā Ṣulḥ Jūr fa-al-Ṣulḥ Mardūd, ḥadīth no. 2695.

میں کتاب اللہ کے مطابق ہی تمہارے درمیان فیصلہ کروں گا۔ لونڈی اور بکریاں تمہیں واپس پلٹائی جائیں گی، اور تیرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور رہے تم تو اے انس تم اس عورت کے پاس جاؤ اور اسے رجم کر دو۔ انس رضی اللہ عنہ گئے اور اسے رجم کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس فیصلے کو کتاب اللہ کا حکم قرار دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رجم قرآنی حکم ہے۔ حافظ ابن حجرؒ اس جملے کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے اس عمل سے واضح فرمایا کہ جس سبیل کا اللہ عزوجل کی جانب سے وعدہ تھا وہ غیر محصن کو کوڑے مارنا اور جلاوطن کرنا اور محصن کو رجم کرنا ہے۔[41]

جہاں تک اس قضیے کا تعلق ہے کہ باندی کے حق میں رجم کے سلسلے میں تنصیف ممکن نہیں لہٰذا آزاد و غلام ہر دو قسم کے افراد کے لیے زنا کی سزا سو کوڑے ہوگی تو یہ توجیہ بھی قابلِ اعتناء نہیں۔ باندی یا غلام افراد کی سزا شادی شدہ یا غیر شادی شدہ ہونے کی صورت میں کوڑے ہی ہے جس کی وجہ ان میں شرائطِ احصان میں سے آزادی کی شرط کا نہ پایا جانا ہے۔ فقہاء نے حالتِ احصان کے لیے سات امور کو ضروری قرار دیا ہے ان میں آزاد، عاقل ، بالغ، مسلمان ہونا، نکاح کا صحیح ہونا، بعد از نکاح ازدواجی تعلق قائم کر چکے ہونا اور زوجین کا ازدواجی تعلق کے وقت صفتِ احصان سے متصف ہونا شامل ہیں۔[42] سورۃ النساء کی جس آیت سے متجددین استدلال فرماتے ہیں اس میں محصنات کا لفظ باندی کے مقابلے میں آیا ہے جس سے مراد آزاد عورتیں ہیں۔ اس کا تعلق حالتِ نکاح سے نہیں۔ گویا آیت میں تقابل آزاد و غلام کے مابین ہو رہا ہے کہ غلام کے لیے سزا آزاد کی بنسبت نصف ہے۔ یہی بات امام رازی کے کلام سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ لکھتے ہیں:

> وهو أن يكون المراد: الحرائر الابكار، فنصف ما عليهن هو خمسون جلدة، وهذا لقدر واجب في زنا الأمة سواء كانت محصنة أو لم تكن۔[43]
>
> اور وہ یہ کہ اس سے مراد آزاد کنواری ہیں۔ پس لونڈی پر ان کا نصف پچاس کوڑے ہوگا۔ اور یہی وہ واجب مقدار ہے جو لونڈی کے زنا کرنے پر لاگو ہوتی ہے چاہے وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ ہو۔

گویا یہ آیت شادی شدہ زناۃ کے بارے میں ہے ہی نہیں بلکہ حالتِ غلامی اور آزادی سے متعلق ہے۔ لہٰذا درست بات یہی ہے کہ رجم کا حکم قرآن میں موجود، قابلِ عمل اور غیر منسوخ ہے۔

## حدِ رجم: سنتِ متواترہ

معترضین کا ایک نکتہ یہ ہے کہ حدِ رجم کے سلسلے میں جو بھی روایات ہیں وہ خبرِ واحد ہیں۔ ان کی یہ سب سے بڑی دلیل ہے کہ رجم کو ثابت کرنے والی روایات کا تعلق خبر واحد سے ہے جس سے قرآن مجید کے حکم کی تخصیص نہیں ہو سکتی۔ بنظر غائر و انصاف اگر دیکھا جائے تو یہ اعتراض بھی درست نہیں کیونکہ رجم کے متعلق اہل علم کا اجماع ہے کہ اس کی روایات تواتر تک پہنچتی ہیں جو یقین کا فائدہ دیتی ہیں۔ ان کی بناء پر امت مسلمہ نے انہیں قبول کیا اور انہوں نے کتاب اللہ کے حکم میں سنت نبویہ سے تخصیص کی۔[44] خلفاء راشدین مہدیین رضی اللہ عنہم نے بھی اپنے اپنے دور میں رجم کی سنت پر عمل کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حد تواتر کے ساتھ موروثی طور پر امت میں چلی آ رہی ہے جس کا انکار کسی بھی ذی شعور انسان کے لیے ممکن

---

41 Ibn Ḥajar, Aḥmad ibn ʻAlī al-ʻAsqalānī, *Fatḥ al-Bārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Cairo: Al-Maktaba al-Salafiyya, n.d.), 12:138.

42 Ibn ʻĀbidīn, *Al-Durr al-Mukhtār maʻa Radd al-Muḥtār*, 4:16.

43 Al-Rāzī, Abū ʻAbd Allāh Muḥammad ibn ʻUmar, *Al-Tafsīr al-Kabīr* (Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-ʻArabī, 1420 AH), 10:52.

44 Ibn Rushd, *Bidāyat al-Mujtahid*, 4:218.

نہیں۔ رجم کی سزا قرونِ اولیٰ میں کبھی بھی منقطع نہیں رہی۔ حضرت ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے دورِ خلافت میں بھی نبی ﷺ کے طریقے پر رجم کیا گیا۔ مصنف عبد الرزاق میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

یا ایھا الناس ،لا تخدعن عن آیة الرجم ،فانھا قد نزلت فی کتاب اللہ عز وجل وقراناھا، ولکنھا ذھبت فی قرآن کثیر ذھب مع محمد ﷺ ، وآیة ذلک انه ﷺ قد رجم ،وان ابا بکر قد رجم، ورجمت بعدھما ۔[45]

اے لوگو! رجم کی آیت سے دھوکے میں نہ پڑنا بلاشبہ یہ کتاب اللہ میں نازل ہوئی تھی اور ہم نے اسے پڑھا تھا۔ لیکن یہ پڑھی نہ جاتی تھی بلکہ محمد ﷺ کے جانے کے ساتھ اس کی تلاوت کو اٹھا لیا گیا۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی رجم کیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی رجم کیا اور میں نے بھی ان دونوں کے بعد رجم کیا۔

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شامی شخص آیا جس نے اپنی عورت کی شکایت کی۔ آپ نے واقد لیثی رضی اللہ عنہ کو اس عورت کے پاس بھیجا اس نے اعتراف جرم کیا تو آپ نے رجم کا حکم دیا۔[46] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بھی رجم پر عمل ہوا۔[47] حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شراحہ ہمدانیہ کو رجم کیا۔[48]

رجم کرنے کی روایات حد تواتر کو پہنچتی ہیں انہیں محض خبر واحد کہہ کر رد کرنا ناانصافی ہے۔ صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت نے نبی ﷺ سے شادی شدہ زانی کو رجم کرنا نقل کیا ہے۔ عمر بن خطاب، علی بن ابی طالب[49]، عبد اللہ بن ابی اوفی[50]، جابر بن عبد اللہ[51]، ابو ہریرہ[52]، عائشہ صدیقہ[53]، عبد اللہ بن عمر[54]، عبد اللہ بن عباس[55] اور زید بن خالد[56] رضی اللہ عنہم یہ محض ان صحابہ کرام کے اسماء ہیں جو صرف صحیح بخاری میں ہیں۔ ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد دیگر کتب احادیث میں موجود ہے۔ ابو بکر صدیق، عبادہ بن صامت، سلمہ بن محبق، ہزال، ابو برزہ، لجلاج، جابر بن سمرۃ، ابو ذر غفاری، بریدۃ، نصر بن دہر اسلمی، ابو بکرۃ، ابو سعید خدری، عمران بن حصین، نعمان بشیر اور براء بن عازب رضی اللہ عنہم روایات مسند احمد میں موجود ہیں۔[57] نیز عبد اللہ بن مسعود[58]، ابی بن کعب، اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کی روایات سنن بیہقی میں ہیں۔[59] مزید بر آں انس بن مالک، عجماء، قبیصہ بن حریث، عبد اللہ بن حارث بن جزء اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہم سے بھی رجم کی احادیث مروی ہیں۔[60] اسی طرح وائل بن حجر، عثمان بن عفان، سہل بن حنیف اور ابو امامہ رضی اللہ عنہم سے بھی شادی شدہ زانی کو رجم کرنے کی احادیث مروی ہیں۔[61] ان تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

---

45 Al-Ṣanʿānī, Abū Bakr ʿAbd al-Razzāq ibn Hammām, *Muṣannaf ʿAbd al-Razzāq* (Beirut: Al-Maktab al-Islāmī, 1403 AH/1983 CE), ḥadīth no. 13364.
46 Mālik, *Al-Muwaṭṭaʾ*, ḥadīth no. 9, 2:823.
47 Mālik, *Al-Muwaṭṭaʾ*, ḥadīth no. 11, 2:825.
48 Al-Ṣanʿānī, *Muṣannaf ʿAbd al-Razzāq*, ḥadīth no. 13351.
49 Al-Bukhārī, *Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Muḥāribīn, Bāb Rajm al-Muḥṣan, ḥadīth no. 6812.
50 Al-Bukhārī, *Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, ḥadīth no. 6813.
51 Al-Bukhārī, *Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, ḥadīth no. 6814.
52 Al-Bukhārī, *Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Muḥāribīn, Bāb Lā Yurjam al-Majnūn wa al-Majnūna, ḥadīth no. 6815.
53 Al-Bukhārī, *Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Muḥāribīn, Bāb li-al-ʿĀhir al-Ḥajar, ḥadīth no. 6817.
54 Al-Bukhārī, *Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Muḥāribīn, Bāb al-Rajm fī al-Balāṭ, ḥadīth no. 6819.
55 Al-Bukhārī, *Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Muḥāribīn, Bāb al-Iʿtirāf bi-al-Zinā, ḥadīth no. 6829.
56 Al-Bukhārī, *Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, ḥadīth no. 6827.
57 Al-Saʿātī, Aḥmad ibn ʿAbd al-Raḥmān ibn Muḥammad, *Al-Fatḥ al-Rabbānī li-Tartīb Musnad al-Imām Aḥmad ibn Ḥanbal al-Shaybānī* (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, n.d.), 16:82–101.
58 Al-Bayhaqī, *Al-Sunan al-Kubrā*, 8:370.
59 Al-Bayhaqī, *Al-Sunan al-Kubrā*, 8:366–367.
60 Nūr al-Dīn al-Haythamī, Abū al-Ḥasan ʿAlī ibn Abī Bakr, *Majmaʿ al-Zawāʾid* (Beirut: Dār al-Minhāj, 1432 AH/2011 CE), 6:224, 225, 228, 271.
61 Rudwānī, Muḥammad ibn Muḥammad ibn Sulaymān Mālikī, *Jamʿ al-Fawāʾid min Jāmiʿ al-Uṣūl wa*

کا شادی شدہ زانی کے لئے رجم کی سزا کا بیان کرنا محض خبر واحد نہیں بلکہ یہ ایسی کثرت ہے کہ جس کی بناء پر امت کا اس حد پر اجماع ہے جس کی مخالفت ازروئے قرآن گمراہی ہے۔ ارشاد ہے کہ:

وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا[62]

اور جو کوئی بھی رسول کی مخالفت کرے، ہدایت واضح ہو جانے کے بعد، اور مومنوں کی راہ کے علاوہ اور راہ تلاش کرے تو ہم اسے ادھر ہی پھیر دیں گے جس طرف وہ پھرتا ہے اور اسے جہنم میں دھکیل دیں گے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

مولانا امین احسن اصلاحی اور جاوید غامدی نے سنت کی قبولیت کے لئے یہ شرط عائد کی ہے کہ اس کا ثبوت تواتر کے ساتھ امت میں موجود ہو جسے وہ سنت متواترہ کا نام دیتے ہیں۔ تو رجم کا حکم بھی سنت متواترہ سے ثابت ہے جیسا کہ قرونِ اولیٰ میں اس کا کسی نے انکار نہیں کیا اور صحابہ و تابعین اور ائمہ دین برابر اسے شادی شدہ زناۃ کے لئے حد تسلیم کرتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ یہ حد ان کے معیار کے مطابق بھی سنتِ متواترہ کی حیثیت کی حامل ہے۔

## حدِ رجم کے سلسلے میں عادی و غیر عادی مجرمین کا فرق

رجم کے بارے میں متجددین کے منفرد موقف کا ایک پہلو یہ ہے کہ رجم کی سزا بدمعاش اور زنا کے عادی افراد کو دی جاتی تھی جبکہ ایسا کسی بھی روایت سے ثابت نہیں۔ معترضین اسے آیتِ محاربہ میں تقتیل کے تحت تعزیر میں داخل کرتے ہیں۔ تعجب ہے کہ ان کے نزدیک اگر رسول اکرم ﷺ رجم کی سزا میں تخصیص کریں تو یہ ناجائز اور قرآن کے حکم میں زیادتی کے مترادف ہے جبکہ اگر وہ آیتِ محاربہ میں رجم کا اضافہ کریں تو یہ قابل قبول اور قرآن مجید کی توضیح ہے۔

آیتِ محاربہ کو سمجھنے کے لئے اس کا شانِ نزول جاننا ضروری ہے تا کہ اس کا فہم صحیح طور پر حاصل ہو۔ صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قدم رهط من عكل على النبيﷺكانوافي الصفةفاجتووا المدينةفقالوايارسول الله ابغنارسلافقال ما أجد لكم إلا أن تلحقوا بإبل رسول الله فأتواها فشربوا من ألبانها وأبوالها حتى صحوا وسمنوا وقتلوا الراعي واستاقوا الذود فأتى النبيﷺ الصريخ فبعث الطلب في آثارهم فما ترجل النهار حتى أتي بهم فأمر بمسامير فأحميت فكحلهم وقطع أيديهم وأرجلهم وما حسمهم ثم ألقوا في الحرة يستسقون فما سقوا حتى ماتوا۔[63]

قبیلہ عکل کے کچھ لوگ نبی ﷺ کے پاس سن 6ھ میں آئے۔ اور یہ لوگ مسجد کے سائبان میں ٹھہرے۔ مدینہ منورہ کی آب و ہوا انہیں موافق نہیں آئی۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے لیے کچھ دودھ مہیا فرمادیں۔ رسول اکرم ﷺ فرمایا کہ یہ تو میرے پاس نہیں ہے۔ البتہ تم لوگ ہمارے اونٹوں میں چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ آئے اور ان کا دودھ اور پیشاب پیا اور صحت مند ہو کر موٹے تازے ہوگئے۔ پھر انہوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہنکالے گئے۔ اتنے میں رسول اکرم ﷺ کے پاس ایک پکارنے والا پہنچا۔ اور اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی تلاش میں سوار بھیجے۔ ابھی دھوپ زیادہ پھیلی بھی نہیں تھی کہ انہیں پکڑ کر لایا گیا پھر رسول اکرم ﷺ کے حکم سے سلائیاں گرم کی گئیں اور ان کی آنکھوں میں پھیر

*Majma‘ al-Zawā’id* (Beirut: Dār Ibn Ḥazm, 1418 AH/1998 CE), 2:335.

62 Al-Qur’ān, al-Nisā’, 4:115.

63 Al-Bukhārī, *Al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Muḥāribīn, Bāb lam Yusqa al-Murtaddūn al-Muḥāribūn ḥattā Mātū, ḥadīth no. 6804.

دی گئیں اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور ان کے (زخم سے خون کو روکنے کے لیے) انہیں داغا بھی نہیں گیا۔ اس کے بعد وہ حرہ (مدینہ کی پتھریلی زمین) میں ڈال دیئے گئے، وہ پانی مانگتے تھے لیکن انہیں پانی نہیں دیا گیا۔ یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

آیتِ محاربہ کے شانِ نزول کے بارے میں مزید رئیس المحققین نواب صدیق حسن خان قنوجی مفسرین کے اقوال کا لبِ لباب بیان کرتے ہیں کہ:

قد اختلف الناس في سبب نزول هذه الآية فذهب الجمهور إلى أنها نزلت في العرنيين وقال مالك والشافعي وأبو ثور وأصحاب الرأي: إنها نزلت فيمن خرج من المسلمين يقطع الطريق ويسعى في الأرض بالفساد قال ابن المنذر: قول مالك صحيح۔[64]

اہل علم کا اس آیت کے شان نزول میں اختلاف ہے۔ جمہور کا یہ مذہب ہے کہ یہ عرنیین (مذکورہ واقعہ) کے بارے میں ناز ہوئی۔ اور مالکؒ، شافعیؒ اور ابو ثورؒ اور اصحاب رائے کا کہنا ہے کہ یہ اس شخص کے بارے میں اتری ہے جو مسلمانوں میں سے نکلتا ہے اور راستے میں راہزنی کرتا ہے اور لوٹ مار مچاتا ہوا زمین میں فساد پھیلاتا ہے۔ ابن منذرؒ کہتے ہیں کہ مالکؒ کا قول صحیح ہے۔

یہ وہ سزا ہے جو اس آیتِ کریمہ کے تحت زمین میں فساد مچانے والوں اور ارتداد اختیار کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائی۔ شانِ نزول کی روشنی میں آپ ﷺ اور آپ کے بعد خلفاء میں سے کسی نے بھی رجم کرنے والے کو اس آیتِ کریمہ کی دلیل سے رجم نہیں کیا۔ نہ اس آیت کے تحت کسی زانی کو سولی پر لٹکایا، نہ کسی کے ہاتھ پاؤں کاٹے باوجود اس کے کہ ان سزاؤں کا ذکر بھی مذکورہ آیت میں ہے۔ قرونِ اولیٰ ان امور کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ دوسری طرف اگر یہ دیکھا جائے کہ رسول اللہ ﷺ نے جن زانیوں کو رجم کی سزا دی تو کیا وہ عادی مجرم تھے اور کیا اللہ کے رسول ﷺ نے آیتِ محاربہ کے تحت کبھی کسی غیر شادی شدہ کو بھی رجم کیا، تو ان تمام باتوں کے جواب بھی نفی میں ملتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس جب کوئی شادی شدہ زانی لایا جاتا تو آپ ﷺ یہ استفسار نہ فرماتے کہ یہ اوباش ہے یا غنڈہ یا عادی مجرم ہے نہیں بلکہ اگر شہادتیں قائم ہو جاتیں یا پھر وہ خود اعتراف کر لیتا تو آپ ﷺ اس پر بغیر ان امور کی تفتیش کئے رجم کرنے کے حکم جاری فرماتے۔ جیسا کہ ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کے متعلق ان کی قوم کے لوگ ہی کہتے ہیں کہ:

فقالوا: مانعلم به بَأسا الا انه اصاب شيئا يرى انه لا يخرجه منه الا ان يقام فيه الحد ۔[65]

اس کی قوم کے لوگ کہنے لگے کہ ہم اس میں کوئی برائی نہیں جانتا الا یہ کہ اس سے ایک گناہ سرزد ہوا ہے جس کے بارے میں وہ یہی جانتا ہے کہ حد سے ہی وہ پاک وصاف ہو سکتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ماعز کوئی عادی مجرم نہ تھے اس لئے کہ ان کی قوم کے لوگ ہی گواہی دے رہے ہیں۔ مزید یہ کہ ماعز اسلمی پر آپ ﷺ نے کوئی پیش قدمی نہ کی تھی بلکہ وہ خود چل کر آئے اور اپنے گناہ کا اعتراف کیا تھا۔ روایت میں جس طرح سے ان کے اعتراف کا ذکر آیا ہے اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ عادی مجرم نہ تھے بلکہ اپنے جرم پر حد درجہ نادم اور اس سے پاک وصاف ہونے کی جستجو میں تھے:

أن ماعز بن مالك الأسلمي أتى رسول الله ﷺ فقال يا رسول الله إني قد ظلمت نفسي وزنيت وإني أريد أن تطهرني فرده فلما كان من الغد أتاه فقال يا رسول الله إني قد زنيت فرده الثانية فأرسل رسول الله ﷺ إلى قومه فقال أتعلمون بعقله بأسا تنكرون منه شيئا فقالوا ما نعلمه إلا وفي العقل من صالحينا فيما نرى

---

64 Qanūjī, Ṣiddīq Ḥasan Khān, *Tafsīr Fatḥ al-Bayān fī Maqāṣid al-Qur'ān* (Beirut: Al-Maktaba al-'Aṣriyya li-al-Ṭibā'a wa al-Nashr, 1412 AH/1992 CE), 3:405.

65 Muslim ibn al-Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, Kitāb al-Ḥudūd, Bāb man I'tarafa 'alā Nafsihi bi-al-Zinā, ḥadīth no. 1694.

فأتاه الثالثة فأرسل إليهم أيضا فسأل عنه فأخبروه أنه لا بأس به ولا بعقله فلما كان الرابعة حفر له حفرة ثم أمر به فرجم۔[66]

ماعز بن مالک اسلمی اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے اپنی جان پر ظلم کر لیا ہے میں نے زنا کر لیا ہے مجھے پاک کر دیں۔ آپ ﷺ نے اسے پلٹا دیا کہ کل آنا۔ جب اگلا دن ہوا، اس نے عرض کی کہ اس نے زنا کر لیا ہے۔ تو آپ نے دوسری بار انہیں واپس بھیج دیا۔ آپ ﷺ نے ان کی قوم کی طرف پیغام بھیجا اور پوچھا: "کیا تم جانتے ہو کہ ان کی عقل میں کوئی خرابی ہے۔ تمہیں کوئی چیز غلط لگتی ہے؟" تو انہوں نے جواب دیا: ہمارے علم میں تو یہ پوری عقل والے ہیں، جہاں تک ہمارا خیال ہے۔ یہ ہمارے صالح افراد میں سے ہیں۔ وہ آپ کے پاس تیسری بات آئے تو آپ نے پھر ان کی طرف پیغام بھیجا اور ان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ان میں اور ان کی عقل میں کوئی خرابی نہیں ہے، جب چوتھی بار ایسا ہوا تو آپ نے ان کے لیے ایک گڑھا کھدوایا، پھر ان کے بارے میں حکم دیا تو انہیں رجم کر دیا گیا۔

ایک روایت میں تو یہ بھی آیا ہے کہ جب ماعز نے زنا کا اعتراف کیا تو آپ ﷺ نے استفسار فرمایا کہ کیا تو نے اس کے ساتھ مجامعت کی ہے؟ کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں رجم کر دیا جائے۔ جب انہیں پتھر لگے تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ صحابہ کرام نے ان کا پیچھا کر کے رجم کر دیا۔ اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ تم اسے چھوڑ دیتے شاید کہ وہ اپنے گناہ و اقرار سے توبہ کر لیتا۔[67] اسی طرح ایک روایت میں آیا ہے کہ انہیں رجم کرنے کے دوران بعض لوگوں نے ان کے متعلق نازیبا الفاظ کہے۔ آپ ﷺ کو علم ہوا تو فرمایا کہ ماعز نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ایک امت میں تقسیم کر دی جائے تو ان سب کی بخشش ہو جائے۔[68] ان تمام تصریحات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ماعز یا دیگر وہ افراد جنہیں دورِ رسالت میں حدِ رجم لگائی گئی وہ کوئی عادی اوراوباش طبیعت نہ تھے۔ آپ ﷺ یہ استفسار فرماتے کہ وہ شادی شدہ ہے یا نہیں۔ اگر شادی شدہ ہوتا اور جرم ثابت ہو جاتا تو آپ ﷺ پہلی مرتبہ کیے گئے جرم پر بھی حد نافذ فرما دیتے۔

یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ سزا کے سلسلے میں عادی و غیر عادی مجرم میں فرق ملحوظ رکھا جانا چاہیے۔ اس پہلو سے انکار کی کوئی معقول وجہ نہیں تاہم سوال یہ ہے کہ کیا حدود کے باب میں ایسا ممکن ہے؟ کیا یہ فرق فرمانِ ربانی "تلك حدود الله فلاتعتدوها" الآیۃ، کی خلاف ورزی کے زمرہ میں نہیں آئے گا؟ یہ امر تعزیری سزاؤں کے باب میں تو قابل اعتناء ہو سکتا ہے تاہم حدود کے ضمن میں دلائل اس کی تائید نہیں کرتے۔ رجم کے باب میں پیش کردہ روایات میں کہیں صراحتاً اس امر کا تذکرہ نہیں ملتا کہ جن پر حد کا اجراء ہوا وہ عادی مجرم تھے۔ ماسوائے اس قرینہ کے کہ عہدِ رسالت میں رجم کے پیش آنے والے واقعات کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں آیتِ محاربہ کے ذیل میں بیان کیا ہے، کوئی صریح دلیل مولانا امین احسن اصلاحی نے پیش نہیں کی۔[69] اس استدلال کی حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں بعض سنگین جرائم پر قتل کی سزا مقرر کی گئی ہے جن میں شادی شدہ زانی کو رجم کرنے کا حکم بھی شامل ہے۔[70] اسی مقصد کے پیشِ نظر امام بخاری رجم کی احادیث کو آیتِ محاربہ کے تحت کتاب المحاربہ میں لائے ہیں۔[71]

---

66 Muslim ibn al-Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, ḥadīth no. 1695.

67 Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ash‘ath, *Al-Sunan* (Riyadh: Dār al-Salām, 1436 AH/2015 CE), Kitāb al-Ḥudūd, Bāb Rajm Mā‘iz ibn Mālik, ḥadīth no. 4419.

68 Muslim ibn al-Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, Kitāb al-Ḥudūd, Bāb man I‘tarafa ‘alā Nafsihi bi-al-Zinā, ḥadīth no. 1695.

69 Iṣlāḥī, *Tadabbur-i-Qur’ān*, 5:367.

70 Al-Bukhārī, *Al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ,* Kitāb al-Diyāt, Bāb Qawl Allāh Ta‘ālā Inna al-Nafs bi-al-Nafs al-Āya, ḥadīth no. 6878.

71 Dr. Abū ‘Adnān Suhail, *Inkār-i-Rajm Aik Fikrī Gumrāhī* (Lahore: Maktaba Quddūsiyya, 1426 AH/2005 CE), 58.

بہر حال مذکورہ نصوص اس امر پر دال ہیں کہ آپ ﷺ نے شادی شدہ زانی کے لئے رجم کی سزا بطور خاص بیان فرمائی۔ آپ ﷺ کے فرامین سے قرآن مجید کے کسی عام حکم میں تخصیص جائز ہے۔ ارتکابِ زنا کی حد غیر شادی شدہ کے لئے کوڑے و ایک سال کی جلا وطنی (علی حسب اختلاف الفقہاء) اور شادی شدہ کے لئے رجم یعنی سنگساری ہے۔

## حاصلِ بحث

شادی شدہ زانی چاہے وہ مرد ہو یا عورت ہو اس کی سزا رجم کرنا ہے جو قرآن مجید سے ثابت ہے۔ مذکورہ حکم پر مبنی آیت منسوخ التلاوۃ دون الحکم کے قبیل سے ہے جس پر آپ ﷺ کی حیات میں اور اس کے بعد قرونِ اولیٰ میں عمل ہوتا رہا ہے۔ حدِ رجم کے حوالے سے چند جدید مفکرین جداگانہ رائے رکھتے ہیں۔ ان میں برصغیر سے مولانا امین احسن اصلاحی، جاوید احمد غامدی اور مصر سے شیخ ابو زہرۃ قابلِ ذکر ہیں۔ ان کی آراء کا حاصل یہ ہے کہ:

* رجم کی سزا بطور حد شریعت میں نہیں۔ تعزیر کے طور پر دی جاسکتی ہے بالخصوص عادی مجرموں کو۔ اس رائے کی بنیاد آیتِ محاربہ ہے۔
* جن واقعات میں اس سزا کا ذکر ہے وہ خبرِ واحد کے قبیل سے ہیں جن سے حدِ قطعی ثابت نہیں ہو سکتی۔
* رجم کی سزا منسوخ اور اب زنا کی حد صرف اور صرف سو کوڑے ہیں۔ اس موقف کی بنیاد باندی کے حق میں رجم کی تنصیف کا غیر متصور ہونا ہے۔

یہ تینوں آراء نصوصِ شریعہ کی روشنی میں قابلِ اعتناء نہیں۔ رجم کا حکم باجماع سلف صالحین قرآن مجید میں نازل ہوا تھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ کے تحت اس کا حکم تو باقی رکھا البتہ اس کی تلاوت کو منسوخ فرما دیا۔ تلاوت منسوخ کر کے حکم باقی رکھنا اہل علم کے ہاں درست ہے۔ اس کو تسلیم کر لیا جائے تو یہ اعتراض بھی باقی نہیں رہتا کہ رجم کی سزا کا ذکر قرآن میں نہیں۔ زیرِ بحث قضیہ عمل اور حکم سے متعلق ہے نہ کہ تلاوت سے اور منسوخ التلاوۃ ہونے سے منسوخ الحکم ہونا لازم نہیں آتا۔ رجم کے متعلق اہل علم کا اجماع ہے کہ اس کی روایات تواتر تک پہنچتی ہیں جو یقین کا فائدہ دیتی ہیں۔ ان کی بناء پر امت مسلمہ نے انہیں قبول کیا اور انہوں نے کتاب اللہ کے حکم میں سنت نبویہ سے تخصیص کی۔ خلفاءِ راشدین مہدیین رضی اللہ عنہم نے بھی اپنے اپنے دور میں رجم کی سنت پر عمل کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حد تواتر کے ساتھ موروثی طور پر امت میں چلی آرہی ہے جس کا انکار کسی بھی ذی شعور انسان کے لیے ممکن نہیں۔ جہاں تک آیتِ محاربہ میں اس کے شمول کا تعلق ہے تو حقیقت یہ ہے کہ اس کا آیت محاربہ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی کسی آیت، حدیث یا اثرِ صحابی سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ آیت محاربہ کے تحت ان کو رجم کیا جائے گا جو عادی زناکار ہوں۔ آیت محاربہ کے تحت قرونِ اولیٰ میں سے کسی نے بھی رجم نہیں کیا۔ چنانچہ حقیقت یہی ہے کہ رجم کا حکم الگ سے اللہ اور اسے رسول ﷺ سے ثابت ہے۔ اس کا اطلاق عادی اور پہلی دفعہ اس جرم کے مرتکبین سب کے لیے عام ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

## *Bibliography* / کتابیات


- Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ash'ath, *Al-Sunan* (Riyadh: Dār al-Salām, 1436 AH/2015 CE)
- Abū Zahra, Muḥammad ibn Aḥmad, *Al-Jarīma wa al-'Uqūba fī al-Fiqh al-Islāmī* (Cairo: Dār al-Fikr al-'Arabī, n.d.)
- Abū Zahra, Muḥammad ibn Aḥmad, *Zahrat al-Tafāsīr* (Cairo: Dār al-Fikr al-'Arabī, n.d.)
- Al-Bayhaqī, Abū Bakr Aḥmad ibn al-Ḥusayn, *Al-Sunan al-Kubrā* (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1424 AH/2003 CE)

- Al-Bukhārī, Abū ʻAbd Allāh M[72]uḥammad ibn Ismāʻīl, *Al-Jāmiʻ al-Ṣaḥīḥ* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, 1421 AH/2000 CE)
- Al-Saʻātī, Aḥmad ibn ʻAbd al-Raḥmān ibn Muḥammad, *Al-Fatḥ al-Rabbānī li-Tartīb Musnad al-Imām Aḥmad ibn Ḥanbal al-Shaybānī* (Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-ʻArabī, n.d.)
- Al-Ṣanʻānī, Abū Bakr ʻAbd al-Razzāq ibn Hammām, *Muṣannaf ʻAbd al-Razzāq* (Beirut: Al-Maktab al-Islāmī, 1403 AH/1983 CE)
- Al-Shāfiʻī, Muḥammad ibn Idrīs, *Al-Umm* (Beirut: Dār al-Fikr, 1403 AH/1983 CE)
- Al-Kāsānī, ʻAlā' al-Dīn Abū Bakr ibn Masʻūd, *Badā'iʻ al-Ṣanā'iʻ fī Tartīb al-Sharā'iʻ* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, 1328 AH)
- Al-Rāzī, Abū ʻAbd Allāh Muḥammad ibn ʻUmar, *Al-Tafsīr al-Kabīr* (Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-ʻArabī, 1420 AH)
- Al-Zabīdī, Muḥammad Murtaḍā Ḥusaynī, *Tāj al-ʻArūs min Jawāhir al-Qāmūs* (Kuwait: Wizārat al-Irshād wa al-Anbā', 1422 AH/2001 CE)
- Al-Zuḥaylī, Wahba ibn Muṣṭafā, *Al-Fiqh al-Islāmī wa Adillatuhu* (Damascus: Dār al-Fikr, 1429 AH/2008 CE)
- Anas ibn Mālik, *Al-Muwaṭṭa'* (Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-ʻArabī, 1406 AH/1985 CE)
- Dr. Abū ʻAdnān Suhail, *Inkār-i-Rajm Aik Fikrī Gumrāhī* (Lahore: Maktaba Quddūsiyya, 1426 AH/2005 CE)
- Ghāmidī, Jāwīd Aḥmad, *Mīzān* (Lahore: Al-Mawrid, Fine Printers, April 2022)
- Ibn ʻĀbidīn, Muḥammad Amīn, *Ḥāshiyat Radd al-Muḥtār ʻalā al-Durr al-Mukhtār* (Cairo: Shirkat Maktaba wa Maṭbaʻat Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī wa Awlāduhu, 1386 AH/1966 CE)
- Ibn al-Humām, Kamāl al-Dīn Muḥammad ibn ʻAbd al-Wāḥid, Sharḥ *Fatḥ al-Qadīr ʻalā al-Hidāya* (Cairo: Maktaba Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī wa Awlāduhu, 1389 AH/1970 CE)
- Ibn Fāris, *Muqāyīs al-Lugha* (Beirut: Dār al-Fikr, 1399 AH/1979 CE)
- Ibn Ḥajar, Aḥmad ibn ʻAlī al-ʻAsqalānī, *Fatḥ al-Bārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Cairo: Al-Maktaba al-Salafiyya, n.d.)
- Ibn Kathīr, Abū al-Fidā' Ismāʻīl ibn ʻUmar, *Tafsīr al-Qur'ān al-ʻAẓīm* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, 1419 AH)
- Ibn Māja, Muḥammad ibn Yazīd, *Al-Sunan* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, 1419 AH/1998 CE)
- Ibn Nujaym, Zayn al-Dīn ibn Ibrāhīm ibn Muḥammad, *Al-Baḥr al-Rā'iq Sharḥ Kanz al-Daqā'iq* (Cairo: Dār al-Kitāb al-Islāmī, 1420 AH/1999 CE)
- Ibn Qudāma, Abū Muḥammad ʻAbd Allāh ibn Aḥmad al-Maqdisī, *Al-Mughnī fī Fiqh al-Imām Aḥmad ibn Ḥanbal* (Saudi Arabia: Maktabat al-Sawādī li-al-Tawzīʻ, 1421 AH/2000 CE)
- Ibn Rushd, Abū al-Walīd Muḥammad ibn Aḥmad, *Bidāyat al-Mujtahid wa Nihāyat al-Muqtaṣid* (Cairo: Dār al-Ḥadīth, 1425 AH/2004 CE)
- Ibn Sayyida, Abū al-Ḥasan ʻAlī ibn Ismāʻīl, *Al-Muḥkam wa al-Muḥīṭ al-Aʻẓam* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, 1421 AH/2000 CE)
- Iṣlāḥī, Amīn Aḥsan, *Tadabbur-i-Qur'ān* (Lahore: Farān Foundation, 1430 AH/2009 CE)
- Kitāb Muqaddas (Lahore: Geo Link Resources Consultants, 2nd ed., 2015)
- Muslim ibn al-Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Riyadh: Dār al-Salām, 1436 AH/2015 CE)
- Nūr al-Dīn al-Haythamī, Abū al-Ḥasan ʻAlī ibn Abī Bakr, *Majmaʻ al-Zawā'id* (Beirut: Dār al-Minhāj, 1432 AH/2011 CE)
- Qanūjī, Ṣiddīq Ḥasan Khān, *Tafsīr Fatḥ al-Bayān fī Maqāṣid al-Qur'ān* (Beirut: Al-Maktaba al-ʻAṣriyya li-al-Ṭibāʻa wa al-Nashr, 1412 AH/1992 CE)

- Qayrawānī, Yaḥyā ibn Salām al-Taymī, *Tafsīr Yaḥyā ibn Salām* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, 1425 AH/2004 CE)
- Rudwānī, Muḥammad ibn Muḥammad ibn Sulaymān Mālikī, *Jamʻ al-Fawā'id min Jāmiʻ al-Uṣūl wa Majmaʻ al-Zawā'id* (Beirut: Dār Ibn Ḥazm, 1418 AH/1998 CE)
- Saʻdī Abū Jayb, *Mawsūʻat al-Ijmāʻ fī al-Fiqh al-Islāmī* (Damascus: Dār al-Fikr, 1432 AH/2011 CE)
- Sadūsī, Abū Khaṭṭāb Qatāda ibn Diʻāma al-Baṣrī, *Al-Nāsikh wa al-Mansūkh* (Beirut: Mu'assasat al-Risāla, 1418 AH/1998 CE)
- ʻUthmānī, Muftī Muḥammad Shafīʻ, *Rajm kī Sharʻī Ḥaythiyyat* (Karachi: Maktaba Bayyināt ʻAllāma Banūrī Town, n.d.)